آخر ہم کیا چاہتے ہیں؟

از

سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

آخر ہم کیا چاہتے ہیں؟

اگر ہم مغربی پنجاب کے باشندے ہیں تو ہم چاہتے ہیں کہ تمام وہ مہاجر جو مشرقی پنجاب سے مغربی پنجاب میں آئے ہیں اُن میں سے ہر ایک کو خواہ وہ زمیندار پیشہ ہے یا غیر زمیندار پیشہ گزارہ کیلئے کافی زمین مل جائے اور جب تک زمین نہیں ملتی اس کو کھانے کیلئے کافی غلہ اور پہننے کیلئے کافی کپڑا مِل جائے لیکن ساتھ ہی ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ سکھ اور ہندو جو زمینیں چھوڑ گئے ہیں چونکہ وہ ہمارے ہمسائے تھے اس لئے وہ زمینیں کسی نہ کسی طرح ہمارے پاس ہی رہیں اور مہاجروں کو نہ ملیں۔

ہم چاہتے ہیں کہ ہر مشرقی پنجاب کے شہری کو کوئی دکان بھی مل جائے اور کوئی کارخانہ بھی مل جائے اور جب تک اُسے دکان یا کارخانہ نہیں ملتا اسے گزارہ کیلئے کچھ رقم ملتی رہے۔ مگر ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ وہ کارخانے یا وہ دکانیں جو ہندو اور سکھ چھوڑ کے گئے ہیں چونکہ وہ ہمارے ہمسائے تھے اس لئے وہ چیزیں ہمارے پاس ہی رہیں تو اچھا ہے۔

ہم چاہتے ہیں کہ ہندوؤں اور سکھوں کی دکانیں جن پر ہمارے ہمسایوں نے قبضہ کرلیا ہے وہ اُن سے چھین لی جائیں لیکن ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ اگر کوئی دکان یا کارخانہ ہمارے یا ہمارے رشتہ داروں کے پاس ہے تو گورنمنٹ وہ نہ چھینے کیونکہ آخر ہم لوگ جو اتنی مدت سے سکھوں اور ہندوؤں کے مظالم سے ستائے جا رہے تھے ہمارا بھی تو اُن کے مال پر کچھ حق ہے۔

ہم چاہتے ہیں کہ پاکستان مضبوط ہو جائے اور حکومت کے ساتھ جتنی ترقیات آتی ہیں وہ ہم کو مل جائیں اور اسی بات کو مدّنظر رکھتے ہوئے ہم چاہتے تھے کہ تبادلۂ آبادی کرلیا جائے لیکن ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ تبادلۂ آزادی کی وجہ سے جو لوگ اُدھر سے آئے ہیں وہ ہمارے علاقہ میں نہ بسائے جائیں کیونکہ اس طرح نئے ووٹروں کے آنے سے ہماری ممبریاں خطرے میں پڑ

جائیں گی۔

باقی رہا یہ سوال کہ وہ کہاں بسائے جائیں؟ سو گورنمنٹ تو بڑے وسیع ذرائع رکھتی ہے وہ خود غور کرکے فیصلہ کرسکتی ہے کہ پنجاب کے سولہ اضلاع کے سوا اِن لوگوں کو کہاں بسایا جائے۔ اگر لیگ کے لیڈر اتنا بھی نہیں سوچ سکتے کہ بغیر اس کے کہ مغربی پنجاب کے اضلاع کی آبادیوں میں کوئی تغیر واقع ہو اور بغیر اس کے کہ ممبروں کے ووٹوں کے گروپ میں کوئی فرق پڑے مشرقی پنجاب سے آئے ہوئے لوگوں کو کہاں بسایا جائے تو ایسے لیڈروں کا فائدہ کیا ہے اور ایسے لیڈروں کو ہم نے کرنا کیا ہے، لیڈروں کی عقلیں آخر ایسے موقع پر ہی کام آیا کرتی ہیں۔

اگر ہم کونسل کے ممبر ہیں تو ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ مغربی پنجاب کی مضبوطی کے لئے مشرقی پنجاب کے مسلمانوں کو وہاں سے اُجاڑا جائے لیکن ہم یہ نہیں چاہتے کہ اس طرح مشرقی پنجاب والے لوگوں کو اس بات کا بھی حق مل جائے کہ وہ مغربی پنجاب کی اسمبلی میں کوئی دخل دے سکیں۔ وہ شوق سے آئیں اور شوق سے اپنے لئے گزارے کی کوئی صورت پیدا کریں۔ ہماری صرف اتنی شرط ہے کہ مغربی پنجاب کی زمینوں اور اس کی تجارتوں کو وہ نہ چھیڑیں۔ باقی جہاں سے چاہیں اپنے لئے انتظام کریں ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ اسی طرح اسمبلیوں میں اِن کی کسی قسم کی دخل اندازی ہم پسند نہیں کرتے یہ ہم ضرور چاہتے ہیں کہ حکومت میں ان کو حصہ ملے۔

ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ ان کو عزت کے ساتھ رہنے کا موقع ملے مگر ہم یہ نہیں چاہتے کہ وہ وزارتوں میں آجائیں۔ ہم یہ تو چاہتے ہیں کہ وہ ہمارے سر آنکھوں پر بیٹھیں لیکن اِس کا مطلب یہ نہیں لیا جاسکتا کہ نوکریوں میں بھی اُن کو کوئی حصہ مل جائے۔

اگر ہم مشرقی پنجاب سے آنے والے لوگ ہیں تو ہم یہ تو چاہتے ہیں کہ ہمیں کھانا بھی ملے اور کپڑا بھی ملے اور آلاتِ زراعت بھی ملیں اور بَیل بھی ملیں اور اُن کے لئے چارہ بھی ملے۔ ہمیں مکان بھی ملیں اور چارپائیاں بھی ملیں لیکن ہم یہ نہیں چاہتے کہ ہم کام کریں۔ ہم چاہتے ہیں کہ بوئی ہوئی فصل ہم کو مل جائے، کٹے ہوئے کھیت ہم کو دے دیئے جائیں، نکالا ہوا دانہ ہمارے سپرد کر دیا جائے۔

ہم اِس بات پر بہت ہی ناخوش ہیں کہ ہندوؤں اور سکھوں نے مسلمانوں کو کیوں لُوٹا لیکن

ہم یہ ضرور چاہتے ہیں کہ مغربی پنجاب میں ہم جہاں جائیں وہاں کے حُکّام ہم کو غلّہ اور کپڑا وغیرہ بھی دیں اور بوئی ہوئی فصلیں ہمارے حوالہ کریں اور چھوڑے ہوئے بَیل ہمارے سپرد کریں پھر ہم اِن سب چیزوں کو اَونے پَونے داموں بیچ کر ۳۰، ۴۰ میل آگے جا کے ڈیرا لگالیں اور مہاجر بن کر کسی دوسرے ضلع کی مہمان نوازی کی لذت حاصل کریں۔

ہم چاہتے ہیں کہ تمام مغربی پنجاب کے لوگ اِس بات کو سمجھ لیں کہ مہاجر کی کیا عزت ہوتی ہے لیکن ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ وہ یہ کبھی نہ سوچیں کہ مہاجر کے فرائض کیا ہوتے ہیں؟ ہم چاہتے ہیں کہ لوگ ہمیں مہاجر کہہ کہہ کر سروں پر اُٹھائیں اور آنکھوں پر بٹھائیں لیکن ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ مہاجر کے اہم ترین فرائض میں جو یہ بات داخل ہے کہ اُس مُلک کو دوبارہ فتح کرے جسے چھوڑنے پر اُسے ظالمانہ طور پر مجبور کیا گیا تھا، یہ فرض ہم سے نہ ادا کروایا جائے بلکہ ہماری جگہ کوئی اور یہ فرض ادا کرے۔ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ مغربی پنجاب کی نہروں سے فائدہ اُٹھائیں اور اس کی تجارتوں سے متمتع ہوں اور یہ جہاد اور فتوحات کے خیالات ہماری جگہ پر کوئی اور ہمارا بھائی اپنے دماغ میں لئے پھرے اور یہ جوش اپنے سینہ میں دبائے رکھے۔

ہم چاہتے ہیں کہ ہماری طرح ہمارے دوسرے مہاجر بھائیوں کو بھی کچھ نہ کچھ زمین اور تجارت میں سے حصہ ملے مگر ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ جتنی زمین یا جتنی تجارت پر ہم نے قبضہ کر لیا ہے اس میں سے ان کو حصہ نہ ملے، اُن کے لئے اللہ تعالیٰ کوئی اور راستہ کھول دے گا اور یا ہمارے لیگ کے لیڈر اور راہ نما کوئی ایسی تدبیر کریں کہ جن اموال کو ہم نے ہتھیا لیا ہے اُس پر ہاتھ ڈالے بغیر کہیں اور سے دوسروں کا گھر پورا ہو جائے۔ اگر ایسا ہو جائے تو ہم بھی خوش اور ہمارا خدا بھی خوش۔ ہمارے دل میں اپنے مہاجر بھائیوں کی ہمدردی نہ ہوگی تو اور کس کے دل میں ہوگی۔

ہم چاہتے ہیں کہ پاکستان مضبوط ہو اور طاقت پکڑے لیکن ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ پاکستان کی سرحدوں کی حفاظت کوئی اور لوگ کریں اور اس کے سپاہیوں میں بھی کوئی اور قومیں بھرتی ہوں۔ پاکستان کی مضبوطی تو ہم چاہتے ہیں مگر اسی طرح چاہتے ہیں کہ اس کی مضبوطی اوروں کے ہاتھوں ہو۔

ہم مشرقی پنجاب اور مغربی پنجاب دونوں کے آدمی چاہتے ہیں کہ ہمارے مُلک سے بد دیانتی اور خیانت بالکل مِٹ جائے لیکن ہم ساتھ ہی یہ بھی چاہتے ہیں کہ بد دیانتی اور خیانت کا مفہوم یہ سمجھا جائے کہ ہمارے سِوا دوسرے لوگ جو ایسا کام کرتے ہیں وہ بد دیانت اور خائن ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ کوئی افسر کسی کی رعایت نہ کرے لیکن ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ اگر ہم اس کے پاس جائیں تو ہماری بات سن لے اور ہماری سفارش کو قبول کر لے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ کوئی پاکستانی ملازم رشوت نہ لے لیکن ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ جب ہم رشوت دیں تو وہ ضرور قبول کر لے ورنہ ہمارا دل مَیلا ہوگا اور ہمیں یقین نہیں آئے گا کہ وہ ہمارا کام کر دے گا۔

ہم اگر حاکم ہیں تو ہم چاہتے ہیں کہ لوگ امن سے رہیں اور کسی کو کوئی کچھ نہ کہے لیکن اگر ہم کسی کو کچھ بھی کہیں تو وہ آگے سے بُرا نہ منائے۔

ہم چاہتے ہیں کہ سب مُلک کے لوگ آپس میں ایک دوسرے کے خیر خواہ ہوں اور اِس بات کو مدّ نظر رکھیں کہ اگر حُکّام کسی مصلحت کے ماتحت ہندوؤں اور سکھوں کا مال اپنے گھروں میں ڈال لیتے ہیں تو اُن مالوں کی طرف آنکھ اُٹھا کر عوام الناس نہ دیکھیں کیونکہ اپنے بھائی کے عیب دیکھنا بُرا ہوتا ہے اور پھر وہ یہ بھی تو سوچیں کہ حُکّام نے ہندوؤں اور سکھوں کا مال لیا ہے اور کافر کا مال لینا جائز ہے مگر ہم یہ نہیں چاہتے کہ اِس اصل کو عوام وسیع کر لیں اور ہندوؤں اور سکھوں کے مال پر خود قبضہ کرنے کی کوشش کریں اگر وہ ایسا کریں گے تو ہم بحیثیت حاکم کے اُن کے ہاتھ پکڑنے پر مجبور ہوں گے اور قانون کے شکنجہ میں اُنہیں باندھ لینا ہمارا فرض ہوگا۔

ہم تمام پاکستان کے شہری چاہتے ہیں کہ ہماری ریلوں کا انتظام نہایت ہی اعلیٰ درجے کا ہو، اُن کے اندر صفائی ہو، اچھے گدیلے لگے ہوئے ہوں، جگہ کھلی ہو بلکہ ہر شخص کو سونے کو جگہ مل جائے، پانی کا خوب انتظام ہو، گاڑیاں وقت پر چلیں وقت پر ٹھہریں اور تمام ریلوے ملازمین کو بڑی بڑی تنخواہیں ملیں لیکن ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ کرائے نہ بڑھائے جائیں بلکہ اگر ہو سکے تو کچھ کم کر دیئے جائیں بیشک بظاہر یہ ایک ناممکن سی بات نظر آتی ہے کہ کرائے نہ بڑھائے جائیں اور تنخواہیں بڑھائی جائیں اور ریلوں کو تو اچھا کیا جائے مگر ٹکٹ کی قیمت وہی رہے لیکن آخر قائداعظم سے جو امیدیں وابستہ تھیں کیا اُن کا اتنا بھی نتیجہ نہیں نکلے گا؟ کیا لیگ کے لیڈر اتنی

کرشمہ نمائی بھی نہیں کر سکتے ؟ عوام الناس کی نگاہ میں بیشک یہ باتیں ناممکن نظر آئیں مگر ہمارے لیڈروں کی نگاہ میں تو یہ باتیں بالکل معمولی ہونی چاہئیں۔ ان ناممکنات کو ممکن بنا دینا تو ان کے دائیں ہاتھ کا کرتب ہے بلکہ ہم تو ان سے یہ امید کرتے ہیں کہ کرایوں کو کم کرنے کا سوال تو الگ رہا پاکستان کی ریلیں پاکستان کے باشندوں کیلئے وقف ہونی چاہئیں۔ اتنے گہرے تعلقات کے ہوتے ہوئے کرائے کا سوال اُٹھانا بہت نامناسب بات ہے۔ سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اور حکومت تو رعایا کی ماں باپ ہوتی ہے بھائی کا بھائی یا ماں باپ کا بیٹوں بیٹیوں سے کرائے وصول کرنا کتنی ذلیل بات ہے۔ پس ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ کرایہ ہو ہی نہیں مگر ریلیں ضرور اچھی ہوں۔ انتظام نہایت اعلیٰ ہو اور ریلوے کے ملازمین کو تنخواہیں بڑے معیار پر ملنی چاہئیں۔

ہم چاہتے ہیں کہ سب ملازمین ہی کی تنخواہیں زیادہ ہو جائیں کیا مدرّس اور کیا سپاہی اور کیا پولیس مین اور کیا پٹواری اور کیا کلرک سَو سَو ڈیڑھ ڈیڑھ سَو روپیہ تو ان کو کم از کم ملنا چاہئے۔ ہاں ہم یہ چاہتے ہیں کہ بڑے لوگوں کی تنخواہیں کم کر دی جائیں۔ حساب دان لوگ کہتے ہیں کہ اگر نچلے سٹاف کی سَو روپیہ اوسط تنخواہ کر دی جائے تو پچاس کروڑ روپیہ کے قریب خرچ بڑھ جاتا ہے اور اُوپر کے سٹاف کی تنخواہیں کم کر دی جائیں تو ایک کروڑ کے قریب بچت ہوتی ہے۔ پس قریباً ۴۹ کروڑ کا فرق رہ جاتا ہے یہ کہاں سے پورا کیا جائے۔ اس کے لئے تو ملک پر ٹیکس بڑھانے پڑیں گے لیکن اگر ایسا ہو تو یہ ہماری مرضی کے خلاف ہوگا ہم ہرگز اس بات کے حق میں نہیں کہ ٹیکس بڑھائے جائیں لیکن ہم اِس بات کے حق میں ضرور ہیں کہ تنخواہیں بڑھائی جائیں۔ باقی رہا ۴۹ کروڑ کا فرق سو یہ معمولی بات ہے یہ وزراء ہیں کس مرض کی دوا۔ اگر یہ اتنی بات بھی نہیں سوچ سکتے اگر وہ ہم کو خوش رکھنا چاہتے ہیں، اگر وہ وزارت کی کرسی پر بیٹھنا چاہتے ہیں تو بغیر ٹیکس بڑھانے کے ان کو تنخواہیں بڑھانی پڑیں گی اور اپنے دماغوں سے کام لے کر یہ روپیہ کہیں سے پیدا کرنا ہوگا۔ آخر اب پبلک کی حکومت ہے پبلک کی مرضی کے مطابق ان کو کام کرنا چاہئے۔ کیا کوئی ملازم اپنے آقا سے کہا کرتا ہے کہ مَیں یوں نہیں کر سکتا بہر حال اسے کرنا ہی پڑتا ہے۔ پس وزراء کو ۴۹ پچاس کروڑ بہر حال کہیں سے پیدا کرنا پڑے گا لیکن ہم سے وصول نہیں

کرنا ہوگا۔

اگر ہم وزیر ہیں تو ہم چاہتے ہیں کہ ہم وزارت کی کرسی پر بیٹھے رہیں اور تمام مُلک ہمارا ممنون ہو کہ ہم وزیر بن گئے ہیں۔ عقل سے کام لینے کی ہم کو ضرورت نہیں، محنت سے کام لینے کی ہم کو ضرورت نہیں، اگر لوگ گھر پر ملاقات کے لئے آئیں تو ہم گھر پر نہیں اور اگر لوگ دفتر میں جائیں تو ہم بیمار ہیں اور کوٹھی سے نہیں نکلے۔ لوگوں کو چاہئے کہ ہمارا وقت ضائع نہ کریں ہمیں باہم ایک دوسرے سے اُلجھنے دیں یا لڑائی بھڑائی کے بعد ہانپنے اور آرام کرنے کا موقع دیں۔ یہ کیا کہ ہم مُلک کی خاطر ایک دوسرے سے لڑائی جھگڑا بھی کریں اور پھر دوسرے کاموں کے لئے اپنا وقت بھی نکالیں۔ ہم نہیں چاہتے کہ لوگ ہمارے پاس سفارش لائیں لیکن ہم یہ ضرور چاہتے ہیں کہ ہم جن افسروں کے پاس سفارش کریں وہ ہماری سُنیں کیونکہ ہم آخر وزیر ہیں۔

ہم سرمایہ دار ہیں تو ہم چاہتے ہیں کہ سرکاری کارخانوں اور ملازموں کی طرف سے جب تنخواہوں کی زیادتی کا مطالبہ ہو تو اس موقع پر ہمیں ضرور تقریر کرنے کا موقع دیا جائے۔ اگر یہ نہ ہو تو کم سے کم ''مزدور زندہ باد کا نعرہ'' ہمارا سب کے نعروں سے اونچا رہنا چاہئے۔ سٹیج پر سب کو یہ سمجھنا چاہئے کہ ہماری خیر خواہی مزدور کے حق میں سب سے زیادہ ہے مگر ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ ہمارے نوکر کبھی تنخواہ کی زیادتی کا مطالبہ نہ کریں بلکہ غریب طبقہ سے ہماری ہمدردی دیکھ کر اُن کے دل میں محبت کا جذبہ اِس قدر اُبھرے کہ وہ خود ہی درخواست کریں کہ اے ہماری جنس کے خیر خواہ! ہماری تنخواہوں میں کچھ کمی کیجئے اور ہم کو اپنی ممنونیت کے اظہار کا ایک ادنیٰ سا موقع دیجئے۔

ہم چاہتے ہیں کہ اسلامی حکومت قائم ہو اور پاکستان کا آئین اسلامی آئین ہو لیکن ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ اسلام کے کسی حکم پر عمل کرنے کی ضرورت نہ پیش آئے۔ ہم اگر عامی ہیں تو نماز روزہ کا سوال بالکل نہ اُٹھایا جائے۔ ہم اگر تعلیم یافتہ ہیں تو ہماری مُنڈی ہوئی ٹھوڑیوں کو کوئی نہ دیکھے آخر قرآن کریم میں غضِ بصر کا حکم ہے۔

ہم چاہتے ہیں کہ ہم مغربی لباس پہنیں، مغربی طریقوں پر بود و باش رکھیں لیکن ہم ساتھ ہی یہ بھی چاہتے ہیں کہ ہم کو سٹیج پر ''اسلام زندہ باد'' کا نعرہ لگانے کی اجازت دی جائے لیکن ہم یہ بھی

چاہتے ہیں کہ لوگ اس بات کا کبھی خیال نہ کریں کہ اسلام سب سے پہلے ہمارے دل میں مرا تھا۔

ہم چاہتے ہیں کہ دنیا اِس بات کو تسلیم کر لے کہ سارے پاکستان کے باشندے اسلام کی حکومت چاہتے ہیں اور چونکہ سب باشندے اسلام کی حکومت چاہتے ہیں سوائے ان کے جن کو لوگوں نے حکومت میں اپنا نمائندہ چنا ہے اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ وہ آئینِ اسلام کے دشمن نمائندے جن کو آئینِ اسلام کے فدائی مسلمانوں نے اپنا نمائندہ بنایا تھا وہ ایک قانون بنا دیں جس سے جبری طور پر سب لوگوں سے اسلامی آئین پر عمل کرایا جائے۔ اِس میں کوئی شبہ نہیں کہ جب ہم چاہتے ہیں کہ اسلامی آئین جاری ہو تو ہم خود بھی اس کو جاری کر سکتے ہیں لیکن آئینِ اسلام کو اپنی مرضی سے جاری کرنا کوئی ایسا مزا نہیں دے گا۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اسلامی آئین تلوار کے زور سے ہم سے منوایا جائے اِسی میں اُستادی کا مظاہرہ ہے اور اِسی میں سب مزا ہے۔

ہم چاہتے ہیں کہ کشمیر پاکستان سے ملحق ہو کیونکہ اس میں پاکستان کی حفاظت ہے اور اس کے بغیر پاکستان محفوظ نہیں رہ سکتا لیکن ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ اگر کشمیر فتح کرنا پڑے تو یا سرحد کے پٹھان یہ کام کریں یا صرف کشمیر کے باشندے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس کام پر ہم کو روپیہ بھی خرچ نہ کرنا پڑے۔ اگر ڈوگرہ راج کے ظلم سے مسلمانوں کو اپنے وطن چھوڑنے پڑیں تو ہم دل سے متمنی ہیں کہ ہمارے بھائیوں کو ہر طرح کا آرام ملے مگر ہم یہ نہیں چاہتے کہ اُن کو مہاجر قرار دیا جا کر ان کی امداد کی جائے کیونکہ اس طرح مشرقی پنجاب کے مہاجرین اور مغربی پنجاب کے مستفیدین کو نقصان پہنچتا ہے۔ مگر ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ یہ کشمیر کے مہاجر دھکے کھانے، بھوکے رہنے، تکلیفیں اُٹھانے کے بعد جب اپنے وطن کو واپس لوٹیں تو ''پاکستان زندہ باد'' کے نعرے لگاتے اور ہماری عنایتوں کے گُن گاتے جائیں اور آراء شماری کے وقت سَو فیصدی پاکستان کے حق میں ووٹ دیں۔

ہم چاہتے ہیں کہ فلسطین سے یہودی بھاگ جائیں، عربوں کو فتح ہو مگر ہم عربوں کی کمزوری اور یہود کی طاقت پر غور کرنے کو ضیاعِ وقت سمجھتے ہیں جو مسلمان اس قسم کا خیال کرے وہ کافر ہے۔ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ نتیجہ خواہ کچھ نکلے آخر تک ہم کو کچھ نہ کرنا پڑے اور جنت حمقاء میں بیٹھے ہم فتح و کامرانی کے خواب دیکھتے رہیں اور شاباش و مَرحَبًا کے تحائف سے عربوں کو قوی

سے قوی تر بناتے جائیں اور لعنت و ملامت کے تیروں سے یہود کے سینوں کو اس طرح چھید دیں کہ ان گیدیوں کو پھر کبھی اسلامی ممالک کی طرف منہ کرنے کا خیال تک نہ پیدا ہو۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہندوستان کمزور ہو اور پاکستان مضبوط لیکن ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ پاکستان کا سونا نکال نکال کر ہندوستان پہنچائیں۔ ہندوستان کا مال لاکر مہنگے داموں پاکستان میں فروخت کریں۔ ہندوستان میں چھوڑی ہوئی مسلمانوں کی جائداد کا کوئی انتظام نہ کیا جائے مگر پاکستان کے ہندوؤں کی جائداد کو اُنہیں واپس کیا جائے۔ ہم کچھ کمشن لے کر اُن کے کارخانے سنبھال لیں اور اکثر حصہ کمائی کا ہندوستان بھجواتے رہیں مگر پاکستان مضبوط ہوتا جائے۔

ہم چاہتے ہیں کہ ہندوستان کے لیڈروں سے ہمارے خفیہ معاہدات بھی ہوں، راز و نیاز کی خط و کتابت بھی ہو، بغیر نام لئے، قائداعظم پر چوٹیں بھی ہوں، لیگ کے نقائص کو بڑھا بڑھا کر دکھائیں، ہندوستان کے عیوب پر اپنی عورتوں کے بُرقع تک ڈال دیں مگر ہم کو قوم کا منجّی اور پاکستان کا ہمدرد سمجھا جائے اور کوئی شخص یہ نہ سوچے کہ ہم کیا کر رہے ہیں اور کیا کہہ رہے ہیں۔

ہم چاہتے ہیں کہ پاکستانی قومیت کا احساس ترقی کرے لیکن صوبہ جاتی لُوٹ کھسوٹ کا سلسلہ بھی جاری رہے۔ ملازمتیں سب صوبوں کے لئے کھلی رہیں لیکن ملیں صرف ہمارے ہموطنوں کو اور سب لوگ ہماری حُبّ الوطنی کی داد دیں اور ہماری وسیع الخیالی کو سراہیں۔

ہم چاہتے ہیں کہ سب فرقے اور قومیں پاکستان کی حمایت میں اپنی جانیں لڑا دیں اور کسی قربانی سے دریغ نہ کریں لیکن ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ شیعہ، مرزائی وغیرہ قسم کی اقلیتوں کو اِس ملک میں کوئی رُتبہ نہ ملے۔ اِن کو گردن زدنی اور کشتنی قرار دیا جائے لیکن یہ ہنستے ہوئے اپنی گردنیں کٹوائیں اور مسکراتے ہوئے جانیں دیں کیونکہ سچی حُبّ الوطنی کے معنی ہی یہ ہیں کہ کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہ کیا جائے۔

ہم چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بندگی سے ہم کو معذور رکھا جائے مگر اللہ تعالیٰ اپنی خداوندی کی ذمہ داریاں پوری طرح ادا کرتا رہے کیونکہ اُسے اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مان کر ہم نے اس پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ ہم اُس کی غفّاری اور ستّاری کے مظاہرے کیلئے سامان پیدا کرتے رہیں اور وہ اپنی رحمانیت کے جلوے دکھاتا رہے۔ غرض ہم بھول جائیں کہ

ہم غلام ہیں اور ہم پر کوئی ذمہ داری ہے اور وہ بھول جائے کہ وہ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ہے۔ اِن باتوں کے یاد رکھنے میں وہ مزا نہیں جو ان کے بھول جانے میں ہے۔

ہم چاہتے ہیں کہ رات بھر سوئیں، دن بھر حُقّہ پئیں اور کبھی کبھی اپنے بَیلوں کو سونٹی سے ہانک دیا کریں اور سِکھ رات سے جا کر اپنے کھیتوں میں ہل چلائیں اور محنت کریں لیکن فصل پکنے کا موقع آئے تو اُن کا غلّہ ہمارے کھلیانوں میں آ جائے اور ہمارا اُن کے کھلیانوں میں چلا جائے بلکہ خدا تعالیٰ کی رحمت سے ہم امید تو یہ رکھتے ہیں کہ ہمارا غلّہ بھی ہمارے کھلیانوں میں رہے اور سکھوں کا غلّہ بھی مشرقی پنجاب سے اُڑ کر ہمارے کھلیانوں میں پہنچ جائے۔ غرض محنت وہ کریں اور کھائیں ہم کیونکہ ہم مؤمن ہیں اور وہ کافر۔ مؤمن و کافر میں یہ فرق بھی نہ ہو تو اس ایمان و یمان کے جھگڑے سے فائدہ ہی کیا؟

ہم چاہتے ہیں کہ سینما ہوں، خوب اچھی اچھی فلمیں دکھائیں اور اللہ میاں اُن کے دیکھنے کیلئے ہم کو خوب خوب پیسے دیں اور ہمارے علماء وزارتوں کے پیچھے ڈنڈے لئے پھریں اور اس طرف دیکھنے کی اُن کو فرصت ہی نہ ملے کہ مسلمان رات دن ناچ اور گانے میں لگے رہتے ہیں اور وہی چیزیں جو اسلام کی رُوح کے خلاف ہیں اُن کی رُوح کا جزو بنی ہوئی ہیں۔ ہم سینما سے نکلنے کے بعد ''اسلام زندہ باد'' کا نعرہ لگا دیں اور ہمارے مولوی اس نعرہ کو وزارت کی طرف لڑھکا دیں اور اس گیند بلے کی کھیل ہی میں عمر گزر جائے، سینما گھروں کی رونق میں فرق نہ پڑے اور مسجدوں کی ویرانی میں کمی نہ آئے۔ ہمارے دلوں کا اسلام مُردہ ہی رہے اور زبانوں کا اسلام روز بروز زندہ ہوتا چلا جائے۔

ہماری عورتیں چاہتی ہیں کہ اسلامی ورثہ سے وہ فائدہ اُٹھائیں۔ اسلامی حقوق ان کو حاصل ہوں لیکن اسلامی ذمہ داریاں اُن پر عائد نہ ہوں۔ پردہ کا سوال کوئی نہ اُٹھائے اور خلافِ شریعت اختلاط کے متعلق کوئی زبان نہ کھولے۔ آخر عورت ذات نازک ذات ہے جب ہمارے مرد بشری کمزوری سے فائدہ اُٹھا کر غفّار و ستّار کی ذات پر نگہ رکھتے ہیں تو عورتیں تو کمزوروں میں سے کمزور جنس ہیں وہ اس کی غفّاری ستّاری سے کیوں فائدہ حاصل نہ کریں۔ پس لطف تو اِسی میں ہے کہ وہ بے ستری پر زور دیں اور خدا ستّاری پر۔

ہم اگر اخبار والے ہیں تو ہم چاہتے ہیں کہ اخبار کے ذمہ وار کارکن کی ابتدائی تنخواہ تین سَو سے کم نہ ہو۔ ہزار بارہ سَو ہو جائے تو کوئی حرج نہیں لیکن ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ دنیا میں مساوات جاری رہے اور اس لئے زمیندار کو ایک ایکڑ سے زیادہ فی کس نہ ملے۔ بیشک ایک ایکڑ فی کس ملنے کے یہ معنی ہوں گے کہ دو یا تین روپیہ مہینہ اس کو ملے گا لیکن زمینداروں کو یہ تو سوچنا چاہئے کہ اگر ہم تین سَو یا چار سَو یا پانچ سَو حاصل کرتے ہیں تو ہم اپنا وقت بھی تو زمینداروں کی خدمت کیلئے وقف کرتے ہیں۔ اگر ہمارے لئے ترقی کے راستے کھلے ہوتے ہیں ہم اپنے لڑکوں کو بی۔اے، ایم۔اے کروا سکتے ہیں۔ تحصیلدار، ای۔اے۔سی، ڈاکٹر، وکیل، لیفٹیننٹ بنوا سکتے ہیں تو اِس بات کا خیال زمینداروں کو نہیں کرنا چاہئے کیونکہ آخر ہم ہی تو مساوات کا اعلان کرتے ہیں اگر ہم نہ ہوں تو مساوات کا اعلان کرنے والا دنیا میں کون رہ جاتا ہے۔

ہم بے شک بڑے زمیندار ہیں لیکن ہم کمیونزم کی تائید کرتے ہیں۔ بے شک ہماری جائدادیں کافی ہیں لیکن دنیا کا جو بوجھ ہمارے سر پر ہے اس کے ہوتے ہوئے اِس قدر آرام تو ہمیں ملنا چاہئے۔ غریب زمیندار کی تائید میں آواز اُٹھانے کے بعد جو خلش ہمارے دلوں میں پیدا ہوتی ہے، جس پراگندگی سے ہمارے دماغوں کو دوچار ہونا پڑتا ہے اُس کے بعد پچاس ساٹھ یا سَو مربع کا ہمارے پاس ہونا کوئی ایسی بات نہیں جس پر اعتراض کیا جا سکے اور جس سے مساوات میں فرق پڑے۔

ہم تاجر ہیں اور ہم کارخانہ دار ہیں ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے کارخانے ہمارے پاس رہیں۔ ہمارے بنک کا اکاؤنٹ خدا کرے دن بدن بڑھے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے ان کاموں میں کوئی دخل نہ دے لیکن ساتھ ہی ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے زمیندار بھائیوں میں مساواتِ اسلامی جاری کی جائے اور ایک ایک ایکڑ فی کس دے کر دین و دنیا کی بادشاہت ان کو بخش دی جائے۔ ہم یہ کبھی نہیں دیکھ سکتے کہ کسی زمیندار کے پاس زیادہ زمین ہو اور کسی کے پاس کم۔ باقی رہا یہ کہ ہم میں سے کوئی لاکھ پتی ہے یا کروڑ پتی یہ بالکل اور بات ہے۔ لائق آدمی زیادہ کما لیتا ہے اور نالائق آدمی زیادہ کما نہیں سکتا۔ یہ تو ایک طبعی مساوات ہے اس کو عدمِ مساوات نہیں کہا جا سکتا ہاں زمین کا کم و بیش ہونا بے شک عدمِ مساوات ہے اور اس کو ہم

برداشت نہیں کر سکتے۔

ہم چاہتے ہیں کہ ہماری آمدنوں پر جب تک وہ ڈیڑھ دو ہزار کی نہ ہو جائیں کوئی ٹیکس نہ لگے لیکن ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ زمیندار کے پاس خواہ چار کنال زمین ہو اُس سے معاملہ ضرور وصول کیا جائے اور ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ اِس بات پر کوئی اعتراض نہ کرے کیونکہ یہ ایک طبعی بات ہے اور طبعی بات کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہوا کرتی۔

ہم چاہتے ہیں کہ کوئی شخص یہ سوال نہ اُٹھائے کہ ایک ایکڑ فی کس میں زمیندار کا گزارہ کس طرح ہوگا اور وہ اپنے بچوں کو تعلیم کس طرح دلائے گا اور وہ اپنے بیماروں کا علاج کس طرح کروائے گا اور اگر کوئی زمیندار زیادہ عقل اور سمجھ کا مالک ہے تو اُسے ایک ہوشیار تاجر پیشہ یا ہوشیار ملازم کی طرح آگے بڑھنے کا موقع کس طرح ملے گا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ایک غیر طبعی سوال ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ ایسے غیر طبعی سوال کوئی نہ اُٹھائے۔

سب سے آخر میں ہم یہ چاہتے ہیں کہ کوئی نہ سمجھے کہ ہم کیا چاہتے ہیں کیونکہ اگر لوگوں نے سمجھ لیا کہ ہم کیا چاہتے ہیں تو متضاد باتوں کا دروازہ کھل جائے گا اور متضاد باتوں کا دروازہ کھلنے سے انسان کا دماغ پریشان ہو جاتا اور امن برباد ہو جاتا ہے۔

اصل بات تو یہ ہے کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ جو کچھ ہم چاہتے ہیں وہ ہو جائے اور دوسروں کے دلوں میں یا تو خواہش پیدا ہی نہ ہو اور اگر پیدا ہو تو ہمارے حق میں ہو اور اگر ہمارے خلاف ہو تو اُس کو سننے والا کوئی نہ ہو بلکہ جو کوئی ہمارے خلاف بات کرے اُس کے وعظ میں گڑبڑ پیدا کی جائے اور اُس پر اور اُس کے ساتھیوں پر سنگ باری کی جائے کیونکہ عقل کی باتوں کو سننے کا موقع دینا دین کو کمزور کرتا ہے اور شریعت کو کھوکھلا بناتا ہے۔ پس ہم یہ چاہتے ہیں کہ لوگ علم سے بے بہرہ رہیں اور عقل سے کورے رہیں تا کہ وہ یہی سمجھتے رہیں کہ ہم اُن کے خیر خواہ ہیں اور اِس سے بہتر امن کا ذریعہ اور کیا ہوگا کہ ہم جس طرح چاہیں ترقی کریں اور دوسرے لوگ ہماری ہر زیادتی اور ہمارے ہر ظلم کے متعلق یہ سمجھیں کہ اِسی میں اُن کی خیر خواہی ہے جس خوش نصیب مُلک کو یہ بات نصیب ہو اُس کا امن بھی کبھی برباد ہو سکتا ہے؟

(الفضل ۱۵؍مئی ۱۹۴۸ء)